SHEHRI

شہری

برائے بہتر ماحول

جنوری تا اپریل 2000ء

اس میں کوئی شک نہیں کہ شہریوں کا ایک چھوٹا سا گروہ جو شعور رکھتا ہو، وہ یقیناً دنیا کو بدل سکتا ہے۔ مارگریٹ میڈ

اندرونی صفحات پر

- عدالتوں کو خودمختار ہونا چاہئے
- نوجوان اور شہری معاشرہ
- غیر قانونی تعمیرات کی ایک مثال
- انفرادی آزادی کو یقینی بنانے کی کوشش

ڈاکٹر قیصر بنگالی

شہروں میں میٹروپولیٹن حکومت کا قیام ضروری ہے

پانی زندگی کا بنیادی جزو ہے۔ لیکن شہر کے بہت حصوں میں پانی خاطر خواہ طور پر مہیا نہیں ہے یا پھر مہینوں سے اس کی ترسیل نہیں ہوئی یا ترسیل بے قاعدہ و غیر یقینی ہے۔ پانی کی جو باقاعدہ ترسیل سے قطع نظر پانی کا معیار خراب ہے اور اکثر وہ سیوریج کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے۔ بجلی و پبلک ٹرانسپورٹ وغیرہ کی بہم رسانی کا جہاں تک تعلق ہے تو یہ بھی کچھ مختلف نہیں ہے۔ دوسری طرف قانون اور نظم و ضبط کے بگاڑ کے نتیجے میں ڈکیتی، کار چھیننے اور فرقہ وارانہ و نسلی تشدد کے واقعات روزمرہ کا معمول بن چکے ہیں اور اگر

کراچی گزشتہ دس پندرہ برسوں سے ایک نہایت گھمبیر بحران سے دوچار ہے بنیادی شہری خدمات کے ناکارہ ہونے سے شہری نہایت ہی لازمی ضرورتوں و سہولتوں سے محروم ہوگئے ہیں۔

شہری تشدد سے بچ جائے تو زندہ رہنے کے لئے لازمی خدمات کے حصول میں روزانہ پسنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

یہ مسائل ادارتی حاکمیت خصوصاً" مقامی حاکمیت کی فرسودگی اور کمزوری کے عکاس ہیں۔ حاکمیت کے ڈھانچے استعماری رہے اور لوگوں کو اپنی روزمرہ کی زندگی کو اپنی خواہش و مرضی کے مطابق منظم کرنے کے مواقعوں سے محروم رکھا۔

آئینی طور پر ریاست ایک وفاقی کردار ہے لیکن حقیقت میں یہ ایک انتہائی مرکزی نظام حکومت ہے۔ صوبے موثر اختیارات سے محروم ہیں اور مقامی حاکمیت ناپید ہے ریاست کے معاملات میں لوگوں کی شرکت اور خودمختاری کی موثر مشق کے لئے ضروری ہے کہ فیصلے کرنے کی سطح ممکنہ حد تک لوگوں کی پہنچ میں ہو۔ اگرچہ کہ اصلاحات کی ضرورت ہر شعبے میں ہے لیکن ریاست کی مرکزیت مسئلے کی نشاندہی ہے اور اس کا حل صوبائی و مقامی خودمختاری میں پنہاں ہے۔ یہاں اس بات پر زور دینا ضروری ہے کہ مقامی خودمختاری ایک اہم شرط ہے اور صوبائی خودمختاری کو پہلے سے متعارف کرائے بغیر مقامی خودمختاری کو متعارف نہیں کرایا جاسکتا۔

سندھ کے تناظر میں صوبائی اسمبلی کو اس مقصد کے لئے مندرجہ ضروری قانون سازی کرنی چاہیے۔

ا۔ کراچی، حیدرآباد اور سکھر میں مکمل میٹروپولیٹن حکومت کا قیام ضروری

''فصیلوں کے ادھر'' کی افتتاحی تقریب میں (دائیں سے) مجاہد بریلوی، ش۔ فرخ، جسٹس (ریٹائرڈ) ماجدہ رضوی اور انیس ہارون (رپورٹ صفحہ ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں)

شہری

سی 206 بلاک 2 پی ای سی ایچ ایس
کراچی پاکستان
ٹیلی فون / فیکس 92-21-453-0646

E-mail address:shehri
@onkhura.com
(web site) URL:http://www
onkhura.com/shehri

ایڈیٹر : بینا صدیقی

انتظامی کمیٹی

چیئرپرسن : قاضی فائز عیسیٰ
وائس چیئرپرسن : وکٹوریہ ڈی سوزا
جنرل سیکریٹری : امبر علی بھائی
[illegible] : حنیف اے ستار
ارکان : نوید حسین' خطیب احمد
ایس رضا علی گردیزی

شہری اسٹاف

کوآرڈی نیٹر : مسز منصور
اسسٹنٹ کوآرڈی نیٹر : محمد ریحان اشرف

شہری ذیلی کمیٹیاں

آلودگی کے خلاف : نوید حسین
تحفظ ورثہ : دانش آذر زوبی' عبیر الرحمن
میڈیا اور بیرونی روابط : عبیر الرحمن حسن
جعفری' فرحان انور
قانون : قاضی فائز عیسیٰ' امبر علی بھائی'
رولینڈ ڈی سوزا' وکٹوریہ ڈی سوزا' خطیب احمد
[illegible] : خطیب احمد
کرپشن سے پاک معاشرہ : نوید حسین
قاضی فائز عیسیٰ
مالی حصول : تمام ارکان

ذیلی کمیٹیوں کی رکنیت شہری برائے بہتر ماحول کے تمام ارکان کے لئے کھلی ہے۔ اس اشاعت میں شامل مضامین کو شہری کے حوالے کے ساتھ شائع کرنے کی اجازت ہے۔

ایڈیٹر / ادارتی عملہ کا خبرنامہ میں شائع ہونے والے مضامین سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

لے آؤٹ اور ڈیزائن : ذیشان لال
پروڈکشن : انٹرلنک کمیونیکیشن

مالی تعاون : فریڈرک نومان فاؤنڈیشن

رکن IUCN
دی ورلڈ کنزرویشن یونین

ہے۔ موخرالذکر دونوں شہروں میں تقریباً" ۴۰ کلومیٹر کے دائرے میں موجود تمام شہری علاقوں کو شامل کیا جانا چاہئے۔ حیدر آباد میں جام شورو' کوٹڑی' ٹیاری' ٹنڈو جام وغیرہ اور سکھر میں خیرپور' روہڑی و شکارپور وغیرہ شامل ہوں گے۔

میٹروپولیٹن حکومتوں کی سربراہی ایک میئر کرے جسے میٹروپولیٹن علاقے میں رہائش پذیر تمام ووٹر براہ راست منتخب کریں۔ کراچی' حیدر آباد اور سکھر کی میونسپل کارپوریشنوں کی حیثیت و درجہ بڑھا کر انہیں میٹروپولیٹن حکومتوں کا درجہ دینا ہوگا۔

۲۔ متعلقہ میٹروپولیٹن حکومتوں کے مخصوص دائرہ کار میں تمام شہری اداروں کو منتقل کیا جائے۔ کراچی کے سیاق و سباق میں یہ تمام ادارے یعنی ادارہ ترقیاتی کراچی (کے ڈی اے) (جس میں بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی اور ٹریفک انجینئرنگ بیورو شامل ہیں) ادارہ ترقیات لیاری' ادارہ ترقیات ملیر' کراچی واٹر اینڈ سیوریج بورڈ' کراچی الیکٹرک سپلائی کارپوریشن' روڈ ٹرانسپورٹ اتھارٹی' کراچی ٹریفک پولیس وغیرہ شامل ہیں۔

۳۔ کراچی' حیدر آباد اور سکھر میں (الف) گیس اور ٹیلی فون (ب) تعلیم اور صحت کے دائرہ اختیار متعلقہ میٹروپولیٹن حکومتوں کو منتقل کئے جائیں۔

۴۔ ہر میٹروپولیٹن کونسل سے سیکریٹریوں کی ایک کابینہ تشکیل دی جائے۔ ہر سیکریٹری مندرجہ شعبوں میں سے ایک کا ذمہ دار ہو۔ ہاؤسنگ' پانی اور سیوریج صحت و صفائی اور کوڑے کرکٹ کو ٹھکانے لگانا' سڑکوں اور گلیوں میں روشنی کا انتظام' بجلی اور

گنجان آباد کراچی کا فضائی منظر

حیدر آباد اور سکھر میں بلدیاتی حکومتوں کا قیام متوازن علاقائی نشوونما کی جانب لے جائیگا' بالائی اور مرکزی سندھ کے لوگوں کو روزگار اور تعلیم کے مواقع مہیا ہوں گے

گیس کی تقسیم' تعلیم و لائبریریاں' احتیاطی اور شفابخش صحت' ماحولیاتی کنٹرول' پبلک ٹرانسپورٹ' ثقافت و کھیل' باغات اور سبزی پٹیاں' ٹریفک پولیس اور ٹریفک کا انتظام' محلول و گرد و پیش کا تحفظ و سلامتی۔ چھوٹے کاروبار کی ترقی (روزگار کے فروغ کے لئے) وغیرہ۔

۵۔ متناسب نمائندگی کے اصول پر جماعتی بنیادوں پر منتخب ہونے والی میٹروپولیٹن کونسل کی تشکیل ہو تمام (سیاسی' نسلی' مذہبی' فرقہ وارانہ) اقلیتی گروپوں کو کونسل میں نمائندگی حاصل ہو اس کے لئے متناسب نمائندگی لازمی ہے تاکہ اکثریت کی آمریت کو وجود میں آنے سے روکا جاسکے۔

۶۔ میٹروپولیٹن حکومتوں کو جائیداد ٹیکس اور موٹر گاڑیوں کا ٹیکس منتقل کیا جائے۔

۷۔ میٹروپولیٹن کونسل اپنے دائرہ اختیار میں ٹیکس جمع کرنے' ترقیاتی منصوبے تیار کرنے اور بار بار ہونے والے اخراجات کے لئے حکومت سندھ کے آڈیٹنگ کنٹرول کے مطابق ادا ہونی چاہئے۔

میٹروپولیٹن حکومتوں کے موثر طور پر کام کرنے کے لئے میئر کو ضروری انتظامی اقدامات اٹھانے کا اختیار ملنا چاہئے۔ لیکن بعض حفاظتی اقدامات اٹھانے کی ضرورت بھی ہے تاکہ میئر کے دفتر کو فرد واحد یا ایک پارٹی کا مطلق العنان بننے سے روکا جاسکے۔ اہم عہدوں کے لئے تقرری اور ایک مخصوص رقم سے زیادہ کے اخراجات سے متعلق میئر کے فیصلوں کے لئے قانون میں یہ شرط رکھنی لازمی ہے کہ متعلقہ میٹروپولیٹن کونسل سے ان کی توثیق کرائی جائے۔

۸۔ میئر کو کونسل کی اجازت سے میٹروپولیٹن کنٹرول کے تحت تمام میٹروپولیٹن سیکریٹریوں اور شہری اداروں کے سربراہوں کی تقرری۔ تبادلے اور برخاست کرنے کا اختیار ملنا چاہئے چیف میٹروپولیٹن سیکریٹری کی

تقرری حکومت سندھ کرے جو اس کو جوابدہ بھی ہوگا۔

۹۔ میئر کو بجٹ میں مختص اخراجات کی اجازت دینے کے لئے خودمختار ہونا چاہئے۔ لیکن ایک خاص سطح سے اوپر ہونے والے اخراجات چاہے وہ بجٹ میں مختص کیوں نہ ہوں ان کی منظوری کونسل سے لینی ضروری ہوگی۔

۱۰۔ میٹروپولیٹن علاقوں میں وفاقی لوکل گورنمنٹ کا ڈھانچہ ہونا چاہئے۔ مثلاً کراچی اس وقت پانچ ضلعی بلدیات میں تقسیم ہے لیکن پانچ بلدیات یا ان کی حالیہ حدوں کے لئے کوئی معقولیت یا عقلیت نظر نہیں آتی۔ ادارہ ترقیات کراچی کے پلاننگ ڈویژن نے زونل بلدیات کی تخلیق کے لئے زیادہ عقلیت پر مبنی بنیاد پیش کی ہے جس کی بنیاد پر ۲۰ بلدیات مثلاً کیماڑی' لیاری' سائٹ' شیر شاہ' منگھوپیر' اورنگی' بلدیہ' پٹھان/ فرنٹیر کالونی' ناظم آباد' نارتھ ناظم آباد' نارتھ کراچی' فیڈرل بی ایریا' کریم آباد' لیاقت آباد' گلشن اقبال' لانڈھی' کورنگی' ملیر' پرانا شہر' سوسائٹیوں کا علاقہ' کلفٹن' ڈیفنس وغیرہ تخلیق ہوں۔

اسی طرح حیدر آباد کا میٹروپولیٹن علاقے میں زونل بلدیات مندرجہ ذیل علاقوں یعنی پرانا شہر' لطیف آباد' قاسم آباد' جام شورو' کوٹری' ٹنڈو جام' ٹمیاری وغیرہ میں قائم ہوں اور سکھر میں میٹروپولیٹن علاقے کی علاقائی بلدیات سکھر بیراج کالونی' روہڑی' شکارپور وغیرہ میں قائم ہونی چاہئیں۔

زونل یا علاقائی بلدیاتی میٹروپولیٹن حکومتون کو جوابدہ ہوں گی جن میں معیاری شہری انتظامی اصول کے مطابق فرائض و معاشی ذرائع تقسیم ہوں گے۔ عمومی طور پر میٹروپولیٹن حکومتیں تمام تر خدمات کی ذمہ دار ہوں گی اور علاقائی یا زونل بلدیات گھریلو خدمات بہم رسانی کے لئے اور بلدیاتی دائرہ اختیار میں ہوں گی زونل یا علاقائی بلدیات کے چیئرمین بھی براہ راست منتخب ہوں گے اور متعلقہ بلدیاتی کونسلوں کو جوابدہ ہوں گے۔

کراچی میں ایک مکمل میٹروپولیٹن حکومت شہریوں کے معیار زندگی کو بہتر بنائے گی

حیدر آباد اور سکھر میں بلدیاتی حکومتوں کا قیام متوازن لاقائی نشوونما کی جانب لے جائے گا بالائی و مرکزی سندھ کے لوگوں کو روزگار اور تعلیم کے مواقع مہیا ہوں گے۔ کراچی میں ایک مکمل میٹروپولیٹن حکومت شہریوں کے معیار زندگی کو بہتر بنائے گی اور بندرگاہ رکھنے والے اس شہر کی صنعتی و تجارتی بنیادی ڈھانچے کی پیداواری اہلیت کو فروغ ملے گا چنانچہ کراچی سندھ اور ملک کی ترقی میں بھرپور حصہ لے سکے گا۔

ڈاکٹر قیصر بنگالی

شہری سی بی اے کے بنیادی رکن مشہور ماہر معیشت اور سوشل ڈیموکریٹکس موومنٹ کے مرکزی کوآرڈی نیٹر ہیں

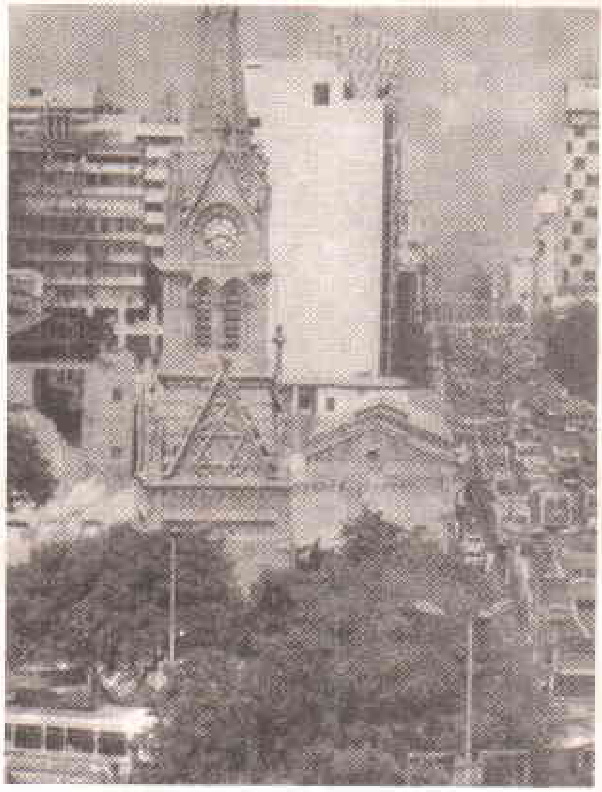

مجوزہ اصلاحات

ایک آئینی ترمیم کے ذریعے مندرجہ کم سے کم اصلاحات لانا ضروری ہیں تاکہ بحران میں کمی لائی جاسکے۔

۱۔ سینٹ کو بجٹ اور دیگر منی بل پر بحث کرنے اور ووٹ دینے کے اختیار سمیت وہ تمام اختیارات ملنے چاہئیں جو قومی اسمبلی کو حاصل ہیں۔

۲۔ متوازی قانون سازی کی فہرست' وفاقی قانون سازی کی فہرست کا حصہ دوم اور آمدنی پر ٹیکس۔ دولت اور غیر ملکی تجارت کے سوا ٹیکسوں اور ڈیوٹیوں سے متعلق حصہ اول میں دی گئی تمام شرائط ختم کی جائیں۔

۳۔ بلدیاتی حکومتیں قائم کی جائیں۔ جن کے بازو انتظامیہ' قانون ساز اور عدلیہ ہوں۔ ان کی حیثیت وفاق کی تیسری اور بنیادی سطح ہو۔

۴۔ مقامی فہرست تیار کی جائے جس میں لوکل گورنمنٹ یونٹوں کے مخصوص کنٹرول کے موضوعات اور تمام مقامی فرائض کی صراحت ہو۔ مثلاً (زمین' ہاؤسنگ' پانی' سیوریج' صحت و صفائی' بجلی اور گیس کی تقسیم' مقامی سڑکیں' پبلک ٹرانسپورٹ' چھوٹے و مائیکرو انٹرپرائز (کاروبار) کی ترقی' زرعی توسیع اور باغبانی) ان کی تفصیل مقامی فہرست میں ہونی چاہئیں۔

سیمینار

امن پسند تنظیموں کی سرگرمیاں

تقریباً دو برس ہونے کو آئے جب ہندوستان اور پاکستان نے ایٹمی دھماکے کر کے ایٹمی طاقت ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس وقت سے ان دونوں ممالک کے عوام کے ساتھ ساتھ پوری دنیا اس خوف میں مبتلا ہے کہ اگر ان دونوں میں سے کسی ایک نے بھی ایٹم بم کا استعمال کیا تو کیا ہوگا؟ چنانچہ امن کی حامی قوتیں سرگرم ہوگئیں۔ پاکستان اور بھارت میں امن و ترقی کے خواہشمند افراد نے ایسی تنظیمیں بنائیں جو امن کے جذبات کو فروغ دیتی ہیں اور دنیا بھر میں خصوصاً" جنوب مشرقی ایشیا میں اسلحہ کی دوڑ کے خلاف عوامی دباؤ کو تخلیق کرنا چاہتی ہیں۔ ایکشن کمیٹی اگینسٹ آرمز ریس (اکار) بھی ان میں ایک تنظیم ہے یہ مختلف امن گروپوں، تنظیموں اور افراد کا ایک اتحاد ہے جو کراچی میں سرگرم عمل ہے۔

گزشتہ دنوں جاپان سے ایک چار رکنی وفد کراچی آیا جس کا تعلق گلوبل پیس میکنگ ایسوسی ایشن سے تھا اس تنظیم کا ہیڈکوارٹر ہیروشیما (جاپان) میں ہے۔ وفد کے اراکین میں دو خواتین یوشی انداکی اور ہروکو موری تاکی تھیں۔ مسز تاکی کے والد فلاسفر تھے انہوں نے ہیروشیما میں ایٹم بم کی تباہ کاریاں دیکھی تھیں اس وقت جب پورا جاپان امریکہ سے شدید نفرت اور انتقام کے جذبے سے جل رہا تھا انہوں نے امن کے پیغام کا پرچار کیا اور کہا کہ جنگ مسئلہ کا حل نہیں ہے۔ تباہی و بربادی سے خوشی و استحکام نہیں حاصل ہوسکتے۔ آج جاپان کی ایک بڑی آبادی ان خیالات کی حامی ہے۔ مسز تاکی خود بھی سرطان کے مرض میں مبتلا ہیں ساٹھ برس کی ہیں۔ امن کے پیغام کو پھیلانے میں پیش پیش ہیں۔

مسٹر آشی امیورا ریٹائرڈ مشین ڈیزائنر ہیں ۶۷ سال کے ہیں لیکن فعال ہیں۔ انہوں نے ایٹم بم اور جنگ عظیم دوم کی تباہ کاریاں دیکھی ہیں اور چاہتے ہیں کہ اب دوبارہ کبھی کہیں بھی ایٹمی جنگ نہ ہو۔ مسٹر اسٹیولیپر امریکی ہیں ان کا بچپن جاپان میں گزرا اور اب بھی وہ اپنا بیشتر وقت ہیروشیما میں گزارتے ہیں انہوں نے اس روز "اکار" کی جانب سے ہونے والے استقبالیہ میں ہیروشیما میں ایٹم بم کے حملے سے ہونے والی تباہ کاریوں کی سلائیڈز دکھائیں۔ ہر طرف آگ ہی آگ تھی۔ لوگ جان بچانے کے لئے بھاگ رہے تھے۔ ہزاروں نے آگ سے بچنے کے لئے دریا میں چھلانگ لگادی اور مرگئے۔ ہزاروں کو یہ پتہ ہی نہیں چلا کہ موت نے کب انہیں نگل لیا۔ ہر طرف سوختہ لاشیں بکھری ہوئی تھیں، سینکڑوں ناقابل شناخت لاشوں کو اجتماعی قبر میں دفن کیا جارہا تھا۔ ایک نفسانفسی کا عالم تھا تباہی و بربادی کے ہولناک و دہشتناک مناظر نے ہال میں موجود افراد کو صد درجہ متاثر کیا تھا۔ ایٹم بم کے گرائے جانے سے پہلے ہیروشیما ایک جیتا جاگتا خوبصورت شہر تھا جو چند لمحات میں راکھ کا ڈھیر بن گیا تھا۔ ہیروشیما کے چار میل کے دائرے میں رہنے والے افراد بھی تابکاری کے اثرات سے محفوظ نہیں رہے۔ ہال میں موجود ہر شخص کے ذہن میں ایک ہی خیال تھا کہ اگر پاک و ہند میں ایٹمی جنگ چھڑی تو کیا ہوگا۔ اس کے اثرات بہت دور تک جائیں گے اور دونوں ممالک بری طرح تباہ و برباد ہو جائیں گے۔

جاپانی وفد کے اعزاز میں "اکار" کی جانب سے ایک استقبالیہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ "اکار" کے صدر ڈاکٹر عزیز نے مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے کہا کہ ہم دنیا سے ایٹمی اسلحے کا خاتمہ چاہتے ہیں اور اس مقصد کے لئے ہر اس تنظیم اور گروپ سے تعاون کریں گے جو اس سلسلے میں سرگرم عمل ہیں۔ ہم پاکستانی معاشرے میں تشدد کے بڑھتے ہوئے رجحان کے خاتمے اور تحمل و بردباری کے جذبات کو فروغ دینے کے خواہش مند ہیں۔ ہماری یہ بھی خواہش ہے کہ نیوکلیائی اسلحے اور وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے دیگر ہتھیاروں کے استعمال سے ہونے والی تباہی و بربادی

باقی صفحہ ۲۳ پر

(دائیں سے) جناب جمیل یوسف، شائق عثمانی ابوالانعام اور قاضی فائز عیسیٰ

ہماری عدالتوں کو معاشی طور پر خودمختار ہونا چاہیے

گزشتہ دنوں شہری سی بی ای اور فیڈرک نومان فائونڈیشن نے ہیلپ لائن ٹرسٹ اور سٹیزن پولیس لائژان کمیٹی (سی پی ایل سی) کے تعاون سے "عدلیہ کو مضبوط و طاقتور بنایا جائے" کے موضوع پر ایک سیمینار کا اہتمام کیا۔

اسلام کے تعارفی اصولوں میں سے ایک اصول "عدل" (انصاف) ہے۔ جسے ہمارے معاشرے میں نظرانداز کیا گیا ہے۔

جناب قاضی فائز عیسیٰ نے اظہار افسوس کیا کہ مختلف خیال مثلاً نظام مصطفیٰ اور شریعت عدالتوں پر عملدر آمد کیا گیا لیکن نمایاں نتائج حاصل نہیں ہو سکے۔

قاضی فائز عیسیٰ نے نظام کے اندر موجود خرابیوں کی درستگی کے ساتھ نشاندہی پر زور دیا اور کہا کہ عدالتی تعلیم ایک ایسا شعبہ ہے جس پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

انہوں نے کہا کہ ہمارے ملک میں قانون کی جزوقتی تعلیم دی جاتی ہے اور حاصل کی جاتی ہے۔ آپ دن میں کام کر سکتے ہیں اور شام کو قانون کی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ برطانیہ میں جہاں میں نے تعلیم حاصل کی ہے ایک فرد کو ایک دستاویز پر دستخط کرنے پڑتے ہیں کہ قانون کی تعلیم حاصل کرتے وقت

پاکستان میں مقدمہ بازی کی ثقافت ہے، پچاس فیصد مقدمات کی نوعیت غیر سنجیدہ ہوتی ہے

وہ کہیں ملازمت تو نہیں کر رہا ہے۔

انہوں نے اس حقیقت پر اظہار افسوس کیا کہ ہمارے لاء کالجوں میں مناسب تعلیمی معیارات یا اصول پر عمل نہیں کیا جاتا۔ انہوں نے اس حقیقت کو بیان کیا کہ صرف کوئٹہ کے لاء کالج میں ایک وقت میں ۷۰۰ طلباء داخل تھے جبکہ برطانیہ میں صرف ۱۱۰۰ نشستیں دستیاب ہیں جو ملکی و غیرملکی طلباء کی ضروریات کو پورا کرتی ہیں۔

قاضی فائز عیسیٰ نے ایک دلچسپ مسئلے کو اٹھایا جب انہوں نے یہ کہا کہ پاکستان میں تمام قوانین اور رپورٹیں انگریزی میں دستیاب ہیں لیکن ایک فرد

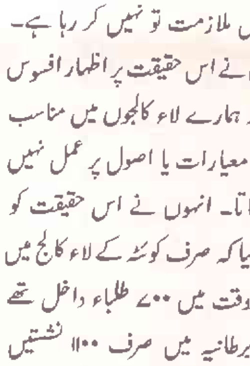

مطہرا اسمٰعیل موڈریٹنگ کر رہے ہیں

اردو میں تعلیم حاصل کرتے ہوئے قانون کی ڈگری حاصل کر سکتا ہے۔

جناب قاضی فائز عیسیٰ نے کہا "پاکستان میں مقدمہ بازی کی ثقافت ہے۔" انہوں نے خصوصی عدالتوں کے قیام پر اعتراض کیا اور مشورہ کیا کہ ان کی بجائے باقاعدہ عدالتوں کی اہلیت میں اضافہ اور بہتری لائی جائے۔

انہوں نے کہا کہ ہمارے ملک میں اٹارنی جنرلوں کی تقرری سیاسی بنیادوں پر ہوتی ہے جو غلط ہے انہوں نے یہ بھی کہا کہ اٹارنی جنرل اور وزیر قانون کے فرائض ایک ہی فرد سرانجام نہیں دے سکتا لیکن آج کل یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔

ایسے حساس عہدوں پر کام کرنے والے افراد کی نجی پریکٹس پر بھی پابندی عائد کر دینی چاہئے۔ قاضی صاحب نے اس قانون پر بھی تنقید کی جس کے تحت سپریم کورٹ کے جج کے ریٹائر ہونے کی

عمر کی حد ۶۵ برس ہے جبکہ ہائیکورٹ کے جج کے لئے عمر کی یہ حد ۶۲ برس ہے۔ انہوں نے کہا "سپریم کورٹ اور ہائیکورٹوں کے ججوں کے لئے ریٹائر ہونے کی عمر کی حد ایک ہی ہونی چاہئے"۔

جناب جمیل یوسف نے سی پی ایل سی کے عدلیہ کے ساتھ تعلق کے تجربہ کے بارے میں بات کی۔ جناب یوسف یہ محسوس کرتے ہیں کہ قانون توہین عدالت کی دوبارہ تعریف و تصریح کی ضرورت ہے کیونکہ یہ ضرورت کے مطابق نتائج فراہم نہیں کرتا۔

انہوں نے اس حقیقت پر اظہار افسوس کیا کہ عدالتوں کی جانب سے موجود قوانین کی عجیب وغریب تشریح کی بدولت سی پی ایل سی کی مدد سے گرفتار ہونے والے ۸۰ فیصد اغواء برائے تاوان کی وارداتوں میں ملوث افراد بری کردیئے گئے۔ انہوں نے اس سلسلے میں چند خصوصی مقدمات کا تذکرہ بھی کیا۔

انہوں نے کہا کہ عدلیہ کو موٹر سائیکل پر ڈبل سواری جیسے مسائل پر بذات خود ایکشن لینے کی ضرورت ہے تاکہ عام آدمی کے مسائل میں کمی لائی جاسکے۔

سندھ ہائیکورٹ کے سابق جج جناب شائق عثمانی نے کہا کہ ہمیں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ عدلیہ بھی ہمارے اس نظام کا ایک حصہ ہے۔ یہ ہی عدالتی نظام انگریزوں کے زیرانتظام نہایت کامیابی سے کام کرتا رہا کیونکہ اس وقت عدالتیں غیرجانبدار تھیں۔ غلام محمد نے حکومت کا خاتمہ کیا تو اعلیٰ انتظامیہ کو عدلیہ کے ساتھ براہ راست ٹکرایا گیا۔ انہوں نے اس حقیقت پر اظہار افسوس کیا کہ تباہ کن نتائج کے

رونالڈ ڈی سوزا اور ناظم حاجی

ہمارے ملک کا المیہ ہے کہ یہاں عدالت عالیہ ہر دو تین برس بعد حکومت کے اقتدار میں رہنے یا نہ رہنے کے بارے میں فیصلہ کرتی ہے اور اعلیٰ ترین حکام اپنی بات منوانے کے لئے ہمیشہ عدلیہ کا گلا کاٹنے کے درپہ رہے ہیں

ساتھ یہ ٹکراؤ ہمیشہ جاری رہا۔

جناب عثمانی نے سوال کیا کہ دنیا میں کونسی عدالت ہے جو ہر دو برس بعد حکومت کے اقتدار میں رہنے یا نہ رہنے کے بارے میں فیصلہ کرتی ہے۔ انہوں نے اس بات پر بھی افسوس کا اظہار کیا کہ اعلیٰ ترین حکام اپنی بات منوانے کے لئے ہمیشہ عدلیہ کا گلا کاٹنے پر مصر رہے ہیں۔ اس عمل کا نتیجہ حال ہی میں سپریم کورٹ پر حملے کی صورت میں نکلا ہے۔

جناب عثمانی نے تجویز پیش کی کہ ہماری عدالتوں کو معاشی طور پر خودمختار ہونے کی ضرورت ہے۔ خصوصی طور پر نچلی عدالتوں کے حالات کار کو بہتر بنانا بہت ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری سول عدالتوں کے طریقہ کار پر ۱۸۶۸ء سے عملدرآمد ہو رہا ہے۔ جب لارڈ میکاؤلے پہلی بار انہیں ضبط تحریر میں لائے۔ ان میں بھی تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے "وولف رپورٹ" کا تذکرہ کیا جس نے برطانیہ میں سول طریقہ کار کے نظام کو مکمل طور پر تبدیل کردیا۔ جس کا نفاذ گزشتہ برس ہی ہوا ہے۔ پاکستان میں ضروری تبدیلیوں کے لئے یہ ایک نمونے کے طور پر کام دے سکتی ہے۔

جناب عثمانی نے کہا کہ پاکستان میں بہت زیادہ مقدمہ بازی ہوتی ہے۔ ان کے ذاتی تجربے کے مطابق ۵۰ فیصد مقدمات کی نوعیت غیرسنجیدہ ہوتی ہے۔ ان کو مقدمہ شروع ہونے سے پہلے ثالثی اجلاس کے تحت طے کیا جاسکتا ہے۔

انہوں نے یہ بھی تجویز کیا کہ ہمارے یہاں آئینی عدالتیں بھی ہونی چاہئیں جو صرف انتظامی نوعیت کے مقدمات کی سماعت کریں۔ وقت کی بچت کے لئے انہوں نے تجویز کیا کہ "تفصیلی استدلالی فیصلوں" کے نظام کو ختم کردینا چاہئے۔ مغربی ممالک میں عام طور پر ایک صفحے کے فیصلے سامنے آجاتے ہیں۔

سندھ ہائیکورٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر جناب عبدالانعام نے کہا کہ عدالتوں کے فیصلوں پر تبصرہ کرنے پر کسی فرد پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے ہمیں اس بارے میں بہت واضح ہونے کی ضرورت ہے کہ ہمارے نظام کی بنیاد "قانون" کی ضرورت پر رکھی گئی ہے یہ بنیاد اصول انصاف پر نہیں رکھی گئی ہے۔

انہوں نے نظام کی بہت سی خرابیوں کو تسلیم کیا اس سلسلے میں انہوں نے وکلاء کی انرولمنٹ کے نظام کی مثال دی۔ انہوں نے مستقل عدالتی کمیشن کے قیام کی تجویز پیش کی جو ضرورت کے مطابق قانون میں ترمیمات تجویز کرے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہمیں عوام میں قانون کی عزت کرنے کی ثقافت کو بھی نشوونما دینے کی ضرورت ہے۔

تقاریر کے اختتام پر سوال وجواب کا ایک دلچسپ دور چلا جس میں موضوع سے متعلق مختلف اہم مسائل زیربحث آئے۔

کراچی میں حالیہ قانون اور نظم و ضبط اور عوامی تحفظ و سلامتی کی صورتحال بمشکل کسی تبصرے کی مستحق ہے— موجودہ انتظامی ڈھانچہ امن و امان کی صورتحال اور عوامی سلامتی و تحفظ کے مسئلے سے نمٹنے میں مکمل طورپر ناکام رہا ہے جس کے نتیجے میں شہر میں مجرمانہ سرگرمیوں میں حددرجہ اضافہ ہو رہا ہے—

انتظامی ڈھانچہ عوام کو سلامتی و تحفظ کی فراہمی میں ناکام رہا ہے

صاف

ظاہر ہے کہ مجرمانہ انصاف کا نظام اسی وقت موثر اور اہلیت کے ساتھ کام کرسکتا ہے جب نظام کے دیگر اجزاء ہم آہنگی و مربوط انداز میں کام کریں بدقسمتی سے متعلقہ ادارے اپنے وسیع اختیارات کا استعمال غیرمربوط طریقے پر کرتے ہیں اور اکثر ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پاکستان میں موجودہ مجرمانہ انصاف کے نظام کا ارتقاء برصغیر میں انگریزوں کی حکمرانی کے دور میں ہوا یہ نوآبادیاتی حکومت کے مقاصد کو ترجیحا" حاصل کرنے سے پوری طرح منسلک تھا۔ مثلاً مقامی لوگوں پر سخت کنٹرول کو برقرار رکھنا تاکہ راج کے استحکام کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہوسکے۔ یہ مقصد ضلعی افسر کے دفتر کے ذریعے قابل تعریف طریقے پر حاصل کیا گیا جو نوآبادیاتی حکومت کے کارندے کی حیثیت سے کام کرتا تھا۔ سر جیمز اسٹیفن نے ۱۸۶۸ء میں وضاحت کی کہ "ہندوستان میں انگریزوں کی حکمرانی کو برقرار رکھنے کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ضلعی افسر کی حیثیت کو برقرار رکھا جائے"۔

انگریزوں کی حکمرانی سے آزادی نے مجرمانہ انصاف کے نظام کو حقیقی مقاصد میں شدید تبدیلی پیدا کی۔ پاکستان اب کوئی نوآبادی نہیں ہے چنانچہ نوآبادی کا انتظام چلانے کے لئے مرتب کیا گیا نظام آزاد عوام کی توقعات پر پورا نہیں اتر سکتا۔ انتظامیہ کو عدلیہ سے علیحدہ کرنے کا عمل تقریبا" پورا ہوچکا ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ نظام میں دیگر ضروری تبدیلیاں کسی تاخیر کے بغیر لائی جائیں تاکہ پاکستان کے لوگ مجرمانہ انصاف کے نظام کو محسوس کرنا شروع کریں جو منصفانہ ہو، کم پریشان کن ہو، نسبتاً کم مہنگا ہے اور سب سے اچھی بات تو یہ ہے کہ یہ کارگزار اور موثر ہے۔

> موجودہ پولیس نظام میں بیشتر بھرتیاں سیاسی بنیادوں پر ہوتی ہیں جس کی وجہ سے یہ ایک متنازعہ سیاسی ادارہ بن گیا ہے

یہ مشاہدہ ہے کہ موجودہ انتظامی نظام نوآبادیاتی قانون نظام کی بنیاد پر قائم ہے جس میں پولیس ریاست کا صرف ایک کچلنے والا بازو ہے۔ جس کی ڈور ضلعی مجسٹریٹ کے ہاتھ میں ہے۔ اس انتظام میں پولیس اور ایگزیکٹو مجسٹریٹ پر قانون کی بالادستی، امن و امان کو قائم رکھنے اور انسداد جرائم کی دوہری ذمہ داری ہے اس طرح کوئی ایک ادارہ بھی کسی خصوصی حالت کا حقیقی طورپر ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔ یہ طریقہ ایک بہت سہل اور آرام دہ نظام فراہم کرتا ہے جس میں پولیس کے معاملات میں سیاست داخل کی جاسکتی ہے جس کے نتائج بہت واضح ہیں پولیس فورس کو ایک غیرجانبدار سیاسی ادارہ بنانے کے ساتھ ساتھ اسے عوامی خدمات اور سیاست کے جمہوری ادارے دونوں کی نگرانی اور کنٹرول میں رکھا جائے۔ حقیقت میں یہ ہی وقت کی اہم ضرورت ہے۔

مزید مشاہدہ یہ بھی بتاتا ہے کہ موجودہ پولیس نظام میں بیشتر بھرتیاں سیاسی بنیادوں پر ہوتی ہیں جس کی وجہ سے وہ ایک متنازعہ سیاسی ادارہ بن گیا ہے۔ دیگر عوامل مثلاً نامناسب تربیت، ماہرانہ قیادت کی کمی، ناکافی تنخواہیں اور فرسودہ قوانین طریقہ کار پر بھی توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے۔ ترقی یافتہ مغربی ممالک بھارت، بنگلہ دیش، سری لنکا اور جاپان سمیت مختلف پولیس

نظاموں کے مطالعے کے بعد یہ سمجھا جاتا ہے کہ جاپانی پولیس نظام کراچی، لاہور راولپنڈی، پشاور اور کوئٹہ جیسے شہروں کے لئے مناسب ہے۔ کیونکہ یہ خاصے موثر طریقے پر پولیس کو سیاست سے جدا رکھتا ہے۔ کمیونٹی کی شرکت کے ذریعے یہ پولیس کا بہتر احتساب پیش کرتا ہے۔ اور پولیس فورس میں کمیونٹی کی خدمت کے خیال کو جاگزیں کرتا ہے۔ جاپانی نمونہ قومی اور کاملیت کی دونوں سطحوں پر سیاسی طور پر غیرجانبدار پولیس تنظیم اور جمہوری طور پر کنٹرول کئے جانے کا احساس رکھتا ہے۔

جاپان پر اتحادی افواج کے قبضے کے بعد قابض افواج کے اعلیٰ اتحادی کمانڈر جنرل ڈگلس میکارتھر نے جاپان کے وزیراعظم کو ستمبر ۱۹۴۷ء کو ایک خط لکھا تھا جس میں ان سے کہا گیا تھا کہ جاپان کے لئے ایک نئی پولیس فورس تخلیق کی جائے ایک ایسی پولیس جو اس وقت متعارف کئے گئے جمہوری اداروں کی حوصلہ افزائی کرے اور انہیں برقرار رکھے۔ اس کے نتیجے میں ۱۹۴۹ء میں پولیس قانون اور بعدازاں ۱۹۵۴ء کا پولیس قانون آیا۔

مندرجہ ذیل ادارے تخلیق کئے گئے۔

- ○ قومی سطح پر وزیراعظم کے تحت قومی پولیس سلامتی و تحفظ کمیشن کا قیام۔
- ○ گورنر کے تحت کامل (صوبائی) عوامی تحفظ کمیشن۔
- ○ قومی عوامی تحفظ و سلامتی کمیشن کے تحت کمیشن۔

قومی عوامی تحفظ و سلامتی کمیشن ایک انتظامی کمیشن ہے جس کے پانچ اراکین ہیں۔ جبکہ کامل عوامی تحفظ

موجودہ انتظامی نظام نوآبادیاتی قانونی نظام کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہے جس میں پولیس ریاست کا صرف ایک کچلنے والا بازو ہے جس کی ڈور ضلعی مجسٹریٹ کے ہاتھ میں ہے

کمیشن کے اراکین کی تعداد تین اور پانچ کے درمیان رہتی ہے اراکین کو وزیراعظم رسمی طور پر نامزد کرتا ہے۔ لیکن اس کی منظوری پارلیمنٹ کے دونوں ایوان دیتے ہیں۔ قانون سیاسی جماعتوں کے اراکین کی تقرری کی اجازت دیتا ہے لیکن انہیں پابند کرتا ہے کہ وہ پولیس میں سرگرم نہیں ہوں گے۔ کسی ایک سیاسی جماعت سے تعلق رکھنے والے اراکین کی تعداد دو سے زیادہ نہیں ہوتی لیکن یہ طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے کہ عوامی تحفظ کمیشن میں ایسے آدمی کو نامزد نہ کیا جائے جو کسی سیاسی جماعت سے منسلک ہو بلکہ ایسے افراد کو ترجیح دی جاتی ہے جو قومی سطح پر شہرت رکھتے ہوں اور ان کا تعلق وکلاء، صحافیوں، تاجروں، اسکالروں، سماجی کارکنوں وغیرہ کی برادری سے ہو۔ اراکین پانچ برس کی مدت کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں اور انہیں اسی وقت ہٹایا جاسکتا ہے جب وہ جسمانی طور پر معذور نہ ہو جائیں یا وہ بدعنوانیوں میں ملوث ہوں۔ پارلیمنٹ میں مقدمہ چلانے کے بعد ہی ان کو ان کے عہدوں سے ہٹایا جاسکتا ہے۔

مدت کار کی ضمانت کسی غیرمتعلق دباؤ کے خلاف تحفظ فراہم کرتی ہے۔ کمیشن کا چیئرمین ایک وزیر مملکت ہوتا ہے جو وزارت کی نمائندگی کرتا ہے جو تنظیموں کے سربراہوں کے ذریعے پولیس فورس کا انتظام چلاتے ہیں۔ پولیس کو غیرمتعلق دباؤ اور اثر سے محفوظ رکھنے کے لئے ٹوکیو میٹروپولیٹن پولیس ڈپارٹمنٹ کے سربراہ کی تقرری یا برطرفی ٹوکیو پبلک سیفٹی کمیشن کے لئے سیکریٹریٹ کے فرائض سرانجام دیتی ہے۔ اور مختلف پولیس فورسز کے درمیان عملے کے معاملات۔ منصوبہ بندی اور تحقیق۔ ہائی ویز ٹریفک کنٹرول۔ معیارات کی یکسانیت، پولیس کمیونی کیشن، جرائم کے ارتکاز وغیرہ جیسے معاملات کو مربوط بنانے والی تنظیم کا کام بھی کرتی ہے۔

عوام کے تحفظ و سلامتی و قانون کی حکمرانی کی ذمہ دار ہے۔ عام طور پر چیئرمین کو فیصلوں میں رائے دینے کا حق حاصل نہیں ہے تاکہ دوسرے اراکین کی آزادی کو یقینی بنایا جاسکے۔ لیکن اگر کسی مسئلے پر مخالفت اور حمایت میں آنے والے ووٹ برابر ہوں تو چیئرمین کو فیصلہ کن ووٹ ڈالنے کے لئے مدعو کیا جاتا ہے۔

عوامی سلامتی و تحفظ کمیشن کو پولیس معاملات کے لئے پیشہ ورانہ انتظامی ذمہ داریاں نبھانی پڑتی ہیں۔ اس کے باوجود اسے خصوصی پولیس معاملات میں پولیس فورس پر براہ راست کنٹرول نہیں ہے۔ وہ پولیس

یہ بھی تجویز کیا گیا ہے کہ ٹوکیو میٹروپولیٹن پبلک سیفٹی کمیشن تخلیق کیا جائے۔ اس کے اولین فرائض میں شہریوں کے مفادات کا تحفظ، پولیس میں نظم و ضبط پیدا کرنا ہے۔ پولیس کو غیرمتعلق مداخلت سے محفوظ رکھنا اور پولیس آپریشن کی اہلیت اور ذہانت کو یقینی بنانا شامل ہیں۔ کمیشن میٹروپولیٹن پولیس کے سربراہ کا انتخاب اور تقرری بھی کرے گا۔ کمیشن ایک چیئرمین اور آٹھ اراکین پر مشتمل ہوگا قائد حزب اقتدار اور اختلاف حکومت اور اپوزیشن کا ایک ایک رکن نامزد کریں گے اوپر کی گئی نشاندہی کے مطابق

باقی صفحہ ۲۱ پر

پولیس کی تنظیم نو کیلئے مجوزہ اصلاحات

اگرچہ جرائم کے انصاف کے موجودہ نظام کی بنیادی نوعیت کی تبدیلیوں کی بہت گہرائی اور گیرائی کے ساتھ مطالعے کی ضرورت ہے۔ لیکن مندرجہ سفارشات سمیت پولیس ایکٹ ۱۸۸۱ کو بدلنے کے لئے سنجیدگی سے غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔

○ وہ تمام عملی قوانین جو کسی بھی طرح جرائم کے مقدمات کو تیزی سے نمٹانے کی راہ میں آڑے آتے ہوں ان کی مناسب ترمیم کی جائے ایک دفعہ کسی جرم کے مقدمے کی سماعت شروع ہو جائے تو انتہائی غیر معمولی حالات کے سوا اسے ملتوی نہ کیا جائے۔

○ اعلیٰ عدلیہ کے مشورے سے اپیل کے مراحل اور مقدمات کو نمٹانے کے لئے ایک مناسب و متفقہ مدت مقرر کی جاسکتی ہے۔

○ قانون کی حکمرانی کے ثبوت و شہادت کو ہمارے معاشرے کی ضرورت و تقاضوں کے مطابق ڈھالا جائے۔

○ جھوٹے حلف کے خلاف قانون کی حکمرانی کو مزید موثر بنایا جائے تاکہ فریق مقدمہ افراد کے لئے دل شکنی کو حددرجہ بڑھا دیا جائے۔ پروفیشنل دغاباز و دھوکہ باز افراد کو ہمیشہ یہ خیال ہوتا ہے کہ وہ اپنی چالاکیوں کی بدولت صاف بچ نکلیں گے وہ اکثر عدالتی نظام کے ساتھ کھیل کھیلتے ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ ان افراد کی حوصلہ شکنی بہت ضروری ہے۔

○ پولیس کا وقت ضائع و برباد کرنا ایک بڑا جرم قرار دیا جائے۔ برطانیہ سمیت بہت سے ممالک میں یہی صورتحال ہے۔ اسی طرح استغاثہ اور لوگوں کو تنگ و پریشان کرنے میں ملوث پولیس والوں کو مثالی سزائیں دی جائیں۔ اس سے نظام کی اہلیت' انصاف و مساوی برتاؤ کے فروغ میں مدد ملے گی۔

○ جرائم کے ان مقدمات کو سماعت کے لئے عدالتوں میں بھیجنے سے عوام کی کوئی خدمت نہیں ہوگی جن کے بارے میں شہادتیں کمزور اور ناکافی ہوں۔ اس کے برخلاف اس عمل و طریقے سے عدالتوں میں مقدمات کی بھرمار ہو جاتی ہے اور دل جمعی کے ساتھ ان کے فیصلے نہیں ہوتے۔ نظام کو مزید اہل اور جرائم کے انصاف کے کم تر ذرائع کو زیادہ سے زیادہ استعمال میں لانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ موثر چیک اینڈ بیلنس (نگرانی کے بہتر نظام) کو ترجیح دی جائے اور تفتیشی افسران کی صوابدید پر یہ بات ہو کہ وہ ناکافی شہادتوں کے مقدمات کو عدالت میں نہ بھیجیں۔

○ نئی چیزیں رائج کرنے والے اداراتی انتظامات کی ضرورت ہے جن میں عوام کی شرکت ہو تاکہ مقدمات کی رجسٹریشن مفت و آسان ہو اس سلسلے میں کراچی میں سی پی ایل سی نے ایک مفید رجحان قائم کیا ہے۔

○ حاجت مندوں کے لئے مفت قانونی امداد کے انتظام کو ضلع کی سطح پر قائم کرنے کی ضرورت ہے۔

○ استغاثہ کے معیار کو بڑھانے کے لئے پاکستان کی ایک نئی استغاثہ سروس ہونی چاہئے جس میں پاکستان کی پولیس سروس اور دیگر اے پی یو جی خدمات کے خطوط پر بھرتی ہو اور منظم ہو۔

○ دفاع کے وکلاء کے معیار کو بہتربنانے کے لئے معیاری سند دینے کے نظام کو متعارف کرایا جائے جیسا کہ آئی ایس او سیریز کے تحت تجارتی اور دیگر تنظیموں کا کیس ہے۔

○ موجودہ نظام میں ایک عدالت کے دائرہ اختیار ایک مخصوص علاقے کے ساتھ منسلک ہیں اس کا خاتمہ ضروری ہے۔ اس کی بجائے جرائم کے تعزیری قوانین میں ترمیم کی جائے جس کے تحت ایک ہی ضلع کی اہل دائرہ اختیار رکھنے والی ہر عدالت اپنے سامنے پیش ہونے والے جرم کے ہر مقدمے کی سماعت اہلیت کے ساتھ کرسکے۔ ایسا نظام برطانیہ و دیگر ترقی یافتہ ممالک میں بخوبی رائج ہے۔ حتیٰ کہ بھارت اور بنگلہ دیش میں بھی یہ قائم ہے۔ فریقین کو یہ علم قطعی نہیں ہوتا کہ کون سی مخصوص عدالت ان کے مقدمے کی سماعت کرے گی۔ سماعت کی مقررہ تاریخ پر کوئی بھی اہل عدالت مقدمے کی سماعت کرسکتی ہے۔ اس نظام کے بہت سے واضح فائدے ہیں۔ جس میں ایک اہلیت میں اضافہ ہے کیونکہ اگر اس دن وہ مخصوص عدالت جس میں ابتداء میں ان کا مقدمہ بھیجا گیا تھا کسی وجہ سے سماعت کرنے کے قابل نہ ہو تو بھی فریقین کو ہر حال میں سنا جائے گا۔

○ ایک آزاد تحقیقی ادارہ قائم کیا جاسکتا ہے تاکہ جرائم کے انصاف کے اعداد وشمار کو مسلسل مانیٹر کیا جاسکے اور ان کا تجزیہ کیا جاسکے۔ یہ کام مکانی جرائم کے تجزیاتی نظام (SCAS) کے تحت کیا جائے گا وہ طریقہ اور ذرائع تجویز کرے گا تاکہ نظام کی اہلیت میں اضافہ ہوسکے۔ ساتھ ہی پاکستان کی بڑی یونیورسٹیوں میں جرائم سے متعلق تحقیق کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔

باقی صفحہ ۲۱ پر

رونمائی

ریحانہ افتخار

فصیلوں کے ادھر

پاکستان کی فعال خواتین پر ایک مستند کتاب

یوم خواتین کے موقع پر ایک کتاب "فصیلوں کے ادھر" کی تقریب رونمائی کراچی پریس کلب میں ہوئی کتاب کی مصنفہ ش۔ فرخ ہیں یہ کتاب نوے (۹۰) پاکستانی ایکٹوسٹ خواتین کے انٹرویو پر مشتمل ہے۔ تقریب کی مہمان خصوصی جسٹس (ریٹائرڈ) ماجدہ رضوی تھیں۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ خواتین گزشتہ پچاس برسوں سے اپنے حقوق کے لئے لڑ رہی ہیں اور یہ جنگ مسلسل جاری رہے گی کیونکہ راہ اب بھی بہت طویل دکٹھن ہے۔

انیس ہارون حقوق انسانی کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ خواتین اپنی طویل جدوجہد کے باوجود گزشتہ پچاس برسوں میں اپنے حقوق کو حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکی ہیں۔ اور وہ اپنے اہم اور بنیادی حقوق سے محروم ہیں۔ اب یہ وقت کی اہم ضرورت اور تقاضہ ہے کہ وہ اپنے لائحہ عمل میں تبدیلی لائیں تاکہ وہ آنے والے اگلے پچاس برسوں میں کچھ تو حاصل کر سکیں۔

کتاب کی مصنفہ ش۔ فرخ نے اس موقع پر کہا کہ پاکستان کی پوری تاریخ میں ضیاء الحق کا گیارہ سالہ دور حکومت خواتین کے لئے سب سے زیادہ تباہ کن ثابت ہوا ہے کیونکہ اسی دور میں خواتین کے خلاف امتیازی قوانین وجود میں آئے۔ جن کے تحت اکثر خواتین مظلوم کی بجائے ملزم قرار دی گئیں۔ یہ خواتین آج بھی موجود ہیں۔ حالانکہ کئی جمہوری حکومتیں آئیں اور ختم ہوئیں لیکن بھاری مینڈیٹ کا دعویٰ کرنے والی جمہوری حکومت نے بھی ان امتیازی قوانین کو ختم کرنے میں دلچسپی نہیں لی۔

ش۔ فرخ نے اپنی یہ کتاب رضیہ بھٹی مرحومہ کے نام معنون کی ہے رضیہ کے شوہر' بیٹا کامل اور بیٹی سائرہ بھی موجود تھے بعدازاں مہمان خصوصی نے کامل اور سائرہ کو کتاب پیش کی۔

پریس کلب کی ادبی کمیٹی کے صدر جناب حسن عابدی صاحب نے کتاب پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ "فصیلوں کے ادھر" پاکستانی خواتین کی پچاس سالہ تگ و دو کو ایک جگہ سمیٹنے کی کامیاب کوشش ہے۔

مجاہد بریلوی کا کہنا تھا کہ یہ کتاب جہاں خواتین کی تحریکوں پر روشنی ڈالتی ہے وہاں ان باہمت خواتین کا تعارف بھی کراتی ہے جو اپنی ذاتی اور تنظیمی حیثیت میں معاشرے کے اندر مثبت تبدیلی لانے کی جدوجہد کر رہی ہیں۔ ان میں ڈاکٹرز ہیں ماہر نفسیات بھی ہیں صحافی اور قانون دان بھی۔ فنکار بھی ہیں اور غیر سرکاری تنظیموں کے بانی اور کارکن بھی۔ یہ وہ خواتین ہیں جنہوں نے پاکستانی عورت کو نہ صرف اپنی طاقت اور اہمیت کا شعور بخشا بلکہ اس کے لئے اس مقام کی نشاندہی بھی کی جہاں سے وہ اپنی بات منوا سکتی ہے۔

یوم خواتین کے موقع پر منظرعام پر آنے والی اس کتاب کو نہ صرف خواتین بلکہ مردوں نے بھی بہت ذوق و شوق سے خریدا اور مصنفہ سے اس پر آٹوگراف لئے۔ تقریب میں خواتین کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی جنہوں نے شیما کرمانی سے ایک نہایت خوبصورت نظم بھی سنی۔ اور پھر انہوں نے اسٹریٹ تھیٹر راستی کے پیش کردہ ڈرامے کو بھی نہایت دلچسپی سے دیکھا جس میں خواتین کے مسائل کو اجاگر کیا گیا تھا شہر کی غیر سرکاری تنظیموں نے خواتین کے خلاف ہونے والے تشدد کے واقعات کو پوسٹروں کے ذریعے نمایاں کیا اور حقوق کے لئے نعرے بھی لگائے۔ آخر میں انہوں نے تشدد کے خاتمے اور حقوق کے تحفظ کے لئے مشعلیں روشن کیں۔ اور اس طرح ایک خوبصورت تقریب اختتام کو پہنچی۔

جسٹس (ریٹائرڈ) ماجدہ رضوی رضیہ بھٹی کی صاحبزادی سائرہ بھٹی کو کتاب دے رہی ہیں

خطیب احمد

محتسب اعلیٰ کا منصب

حکومتی اداروں کی ناانصافی کی تشخیص و تحقیق کرنا ہے

حکومت نے وفاقی اور صوبائی محتسب اعلیٰ مقرر کئے ہیں تاکہ عوام کو سرکاری اداروں اور افسران کے خلاف شکایات درج کرانے میں معاونت مل سکے اور ان کے مسائل حل ہوسکیں۔

یہ ادارہ ۱۹۸۳ء میں صدارتی (اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر) کے حکم نمبر ایک بعنوان وفاقی محتسب اعلیٰ کے دفتر کے قیام کا حکم ۱۹۸۳ء کے تحت وجود میں آیا۔

کارگزاری کی وسعت

محتسب اعلیٰ کا کام وفاقی حکومت کے کسی بھی ادارے (وزارت' ڈویژن' شعبے' کمیشن' دفتر' قانونی کارپوریشن یا اس کا قائم کردہ یا کنٹرول کردہ کوئی بھی ادارہ) کی بدانتظامی کی بدولت کسی بھی فرد کے ساتھ ہونے والی ناانصافی کی تشخیص و تحقیق کرنا اور اس کی درستگی اور مداوا کرنا ہے۔ لیکن سپریم کورٹ' سپریم جوڈیشل کونسل' وفاقی شریعت عدالت یا صوبائی ہائیکورٹ اس کی رسائی سے باہر ہیں۔

دائرہ اختیار

محتسب اعلیٰ کا دائرہ اختیار پورے پاکستان پر پھیلا ہوا ہے۔ اس کی مدت ملازمت صرف چار برس ہے (اس میں توسیع یا دوبارہ ملازمت کا کوئی امکان نہیں ہے)

اختیارات

محتسب اعلیٰ ایک متاثرہ فرد کی شکایت' صدر کی ہدایت' وفاقی کونسل' قومی اسمبلی' سپریم کورٹ یا ہائیکورٹ کی ایک تحریک پر کسی بھی ادارے اس کے حکام اور ملازمین کی جانب سے ہونے والی بدانتظامی کے کسی بھی الزام کی تحقیق کرا سکتا ہے۔

مندرجہ بالا معاملات کے علاوہ عدالتوں میں زیر سماعت یا پاکستان یا کسی دوسری غیر ملکی ریاست کے بیرونی امور' پاکستان کے دفاع یا مسلح افواج سے متعلق معاملات بھی ہیں۔ محتسب اعلیٰ تحقیق کو مکمل کرکے اپنی سفارشات متعلقہ ادارے کو بھیجنے کا پابند ہے تاکہ ان پر عمل کیا جاسکے اور مناسب اقدام اٹھائے جاسکیں۔

اثر آفرینی

شہریوں کے ذہنوں میں ابھی تک موثر طریقے پر یہ ادارہ جگہ نہیں بنا سکا ہے کہ وہ عام شہریوں کی شکایات کا مداوا کرسکتا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ طویل تحقیق طریقہ کار اور متعلقہ وفاقی ادارے (یا جس کے خلاف تادیبی کارروائی کی سفارش کی گئی ہو) تاخیری ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں اور سپریم کورٹ میں اپیل کردیتے ہیں عام طور پر وہ محتسب اعلیٰ کی سفارشات پر عملدرآمد کرنے سے منکر ہوتے ہیں۔

تصویر کا روشن پہلو یہ ہے کہ شہریوں کو در تو کھلا ہوا ملا ہے جہاں وفاقی اداروں کے خلاف ان کی شکایات کا مداوا ہوسکتا ہے اور انہیں اس کے لئے کسی عدالت میں جانا نہیں پڑتا۔ جہاں تاخیر حد درجہ ہوسکتی ہے۔

صوبائی محتسب اعلیٰ (سندھ)

نقطہ آغاز اور قانونی حیثیت

سندھ محتسب اعلیٰ کا ادارہ ۱۴ مئی ۱۹۹۱ء کو سندھ آرڈی نینس نمبر ایک ۱۹۹۱ء کے تحت وجود میں آیا۔

کارگزاری کی دسترس و رسائی

صوبائی محتسب اعلیٰ کا فرض ہے کہ وہ ہائیکورٹ کے سوا صوبائی حکومت کے کسی بھی ادارے (شعبے کمیشن یا قائم کردہ کارپوریشن۔ ادارہ) کی بدانتظامی کے باعث کسی بھی شخص کے ساتھ ہونے والی ناانصافی کے خلاف تشخیص' تحقیق' مداوا اور درستگی کرے۔

دائرہ اختیار

اس کا دائرہ اختیار پورے صوبہ سندھ تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کی مدت چار برس ہے۔ اس کی دوبارہ تقرری نہیں ہوسکتی اور نہ ہی اس کی مدت ملازمت میں توسیع ہوسکتی ہے۔

اختیارات

محتسب اعلیٰ پوری طرح بااختیار ہے کہ وہ کسی فرد کی شکایت' گورنر کے ریفرنس صوبائی اسمبلی یا ہائیکورٹ کی تحریک یا ذاتی تحریک پر کسی بھی ادارے کے بارے میں ملنے والی بدانتظامی کی

باقی صفحہ ۱۷ پر

شہری سرگرمیاں

نوجوان اور شہری معاشرہ

آزادی اور کشادہ معاشرے کی ضرورت

گزشتہ دنوں شہری نے فیڈرک نومان فائونڈیشن کے تعاون سے کراچی کے اعلیٰ سطح کے مختلف تعلیمی اداروں سے تعلق رکھنے والے طلباء و طالبات کے لئے ایک باہمہ گر عمل کی ایک ورکشاپ کا اہتمام کیا گیا۔

فرحان انور میزبانی کے فرائض ادا کرتے ہوئے

شہری نے حال ہی میں شہر کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو ملک میں بہتر شہری معاشرے کے قیام کے کام میں شامل کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ یہ ورکشاپ اسی سلسلے کی ایک کڑی تھا۔

جناب فرحان انور ایگزیکٹو ممبر شہری سی بی ای نے حصہ لینے والے طالب علموں کو مختصر سا تعارف کرایا۔ انہوں نے ورکشاپ کے موڈریٹر کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔ ورکشاپ کے دوران بحث کے لئے مندرجہ تین موضوعات منتخب کئے گئے۔

- معیشت کی صورتحال
- حقیقی جمہوریت کا قیام
- تحفظ حقوق انسانی

طلباء کے چھوٹے چھوٹے گروپ تشکیل دیئے گئے اور ان سے کہا گیا کہ وہ آپس میں ان مسائل پر پاکستانی معاشرے کے تناظر اور ان سے منسلک دیگر مسائل اور عام پاکستانی کی زندگی پر جو اثرات یہ مسائل ڈال رہے ہیں ان پر بحث کریں اور ان مسائل سے منسلک بحران سے نمٹنے کے لئے کچھ رہنما خطوط و حکمت عملیاں بھی وضع کریں۔

گروپ کے عملی اجلاس کی حاصل کردہ معلومات کی دستاویز تیار کی گئی جسے بعد میں مکمل اجلاس کے سامنے پیش کیا گیا۔

گروپ اول
معیشت کی صورتحال

پہلے گروپ کا یہ خیال تھا کہ پاکستان وسیع ذرائع سے مالامال ہے سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ چھوٹے لیکن طاقتور گروہ قوم کی تقدیر کے مالک بنے ہوئے ہیں جس کے نتیجے میں قوم کی دولت کا ارتکاز صرف چند ہاتھوں میں ہے۔

گروپ نے خودانحصاری کی اہمیت پر زور دیا اور ملک سے پیسے کے بے قابو بہاؤ کو روکنے پر بھی زور دیا۔ اسی طرح گروپ نے یہ محسوس کیا کہ ملک سے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ہنرمند افراد باہر جارہے ہیں "ذہانت کا ضیاع" کے اس مسئلے کی روک تھام کی ضرورت ہے بلکہ غیرممالک میں رہائش پذیر تعلیم یافتہ اور امیر پاکستانیوں کو ملک میں واپس بلانے کی تراکیب کرنی چاہئے تاکہ وہ قوم کی تعمیر و ترقی کے عمل میں حصہ لے سکیں۔

گروپ نے یہ بھی محسوس کیا کہ ہمیں آمدنی بڑھانے کے متبادل اور نئے ذرائع میں سرمایہ کاری کرنے کی ضرورت ہے۔ مثلاً سیاحت کی صنعت کو ترقی دی جائے۔ پاکستان حسین مناظر اور تاریخی مقامات سے مالامال ہے۔ جنہیں عالمی درجے کے سیاحتی مقامات کے طور پر محفوظ کرنے اور ترقی دینے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح مقامی ہنروفن کو فروغ دینے کی بھی ضرورت ہے۔

گروپ کا یہ بھی خیال تھا کہ ہمارے اپنے ملک کے اندر ہی اپنی اشیاء کے لئے ایک عظیم مارکیٹ کو ترقی دینے کی گنجائش ہے برآمدات کی آمدنی اور درآمدات کے اخراجات کے درمیان خلیج کو کم سے کم کرنے کی ضرورت ہے۔

گروپ دوئم
حقیقی جمہوریت کا قیام

پاکستان نے اپنی مختصر سی تاریخ میں جن مختلف اقسام کی حکومتوں اور حکمرانی کے نظاموں کا مشاہدہ کیا گروپ نے ان کا نہایت تفصیلی جائزہ پیش کیا اور پھر مستقبل میں دستیاب حق انتخاب پر بحث کی۔

گروپ نے یہ محسوس کیا کہ پاکستان کے لئے پارلیمانی جمہوری نظام بہترین ثابت ہوسکتا ہے۔ لیکن ایسے نظام کے قیام کے لئے بنیادی شرائط اس وقت موجود نہیں ہیں۔ اس مسئلے کی ایک بڑی وجہ ناخواندگی ہے۔

گروپ نے ریاست کے تمام ستونوں کے درمیان ہم آہنگ عملی رشتے اور فرائض میں شفاف پن کو یقینی بنانے کے لئے مناسب نگرانی اور توازن کی اہمیت پر زور دیا۔

انہوں نے معاہدہ واشنگٹن کی حالیہ مثال دی جہاں سابق وزیراعظم نے ایک ایسی دستاویز پر دستخط کئے جس میں ہمارے ملک کے لئے شدید جنگی دوررس اثرات پوشیدہ تھے لیکن انہوں نے ایسا کرتے وقت پارلیمنٹ' حزب اختلاف یا عوام کو اعتماد میں نہیں لیا۔

گروپ نے انتخابی اصلاحات لانے کی اہمیت پر بھی بحث و مباحثہ کیا تاکہ اسمبلیوں میں عوام کی حقیقی نمائندگی ہونے کا ایک بہتر موقع مل سکے۔

گروپ سوئم
تحفظ حقوق انسانی

گروپ کا خیال تھا کہ ہمارے معاشرے میں ہمیں بچپن ہی سے یہ یقین دلایا جاتا ہے کہ لڑکے اور لڑکیوں کے کام مختلف ہیں گروپ کا یہ بھی خیال تھا کہ اس کے ذمہ دار والدین ہیں جو ہمارے مخصوص سماجی' معاشرتی و ثقافتی رجحانات کا شکار ہیں۔

گروپ نے اس حقیقت پر اظہار افسوس کیا کہ ہمارے معاشرے میں انفرادیت کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے جبکہ لوگ اطاعت کے رویئے میں ہی خوشی و سکون محسوس کرتے ہیں۔

> ہمیں بچپن ہی سے یہ یقین دلایا جاتا ہے کہ لڑکے لڑکیوں کے کام مختلف ہیں جس کے ذمہ دار والدین ہیں جو مخصوص معاشرتی اور ثقافتی رجحانات کے شکار ہیں

انہوں نے اس خیال کا بھی اظہار کیا کہ ہمارے ملک میں انسانی حقوق کے مسئلہ پر مختلف مظاہرے ہوئے ہیں۔ ہمارے یہاں مذہبی گروپ بندی ہے۔ قانون نافذ کرنے والے عوام دوست نہیں ہیں۔ پاکستان ٹیلی ویژن پر خبرنامے میں ہر روز بنیادی انسانی حقوق کی پامالی ہوتی ہے۔ ہمارے یہاں حدود آرڈی نینس جیسے قوانین ہیں۔ بہت سے لوگ یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ خواتین کے خلاف امتیازی قوانین ہیں۔

گروپ نے یہ بھی محسوس کیا کہ ہمیں ایک زیادہ اور کشادہ معاشرے کی ضرورت ہے۔ جہاں لوگوں کو اپنی جگہ تخلیق کرنے کی آزادی ہو۔

گروپ کی پیش کردہ نکات پر [illegible] گر عمل ہوا جس میں تمام حصہ لینے والے طلباء سے ان کی رائے طلب کی گئی کہ قومی ترقی کے عمل کے وہ کون سے شعبے ہیں جن کا انتظام تبدیلی کے مختلف کارندے کریں۔ مثلاً حکومت' نجی شعبہ' این جی اوز/سی بی اوز یا ان شعبوں کے درمیان شراکت داری ہو۔

آخر میں فرحان انور نے طلباء کے لئے ۲۰۰۰ء میں نوجوانوں کی شرکت کے لئے شہری کے متوقع پروگرام کا خاکہ پیش کیا۔

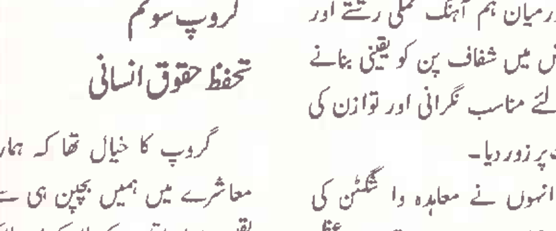

خطیب احمد اور عمران جاوید

لبرل فورم پاکستان انفرادی آزادی کو یقینی بنائے گا

حال ہی میں وجود میں آنے والے لبرل فورم پاکستان نے سیاسی' معاشی' سماجی اور عدالتی نظام میں اصلاحات کا مطالبہ کیا ہے تاکہ عظیم انفرادی آزادی کو یقینی بنایا جاسکے اور اس طرح قومی ترقی کے عمل کے مثبت ذرائع کی جانب سفر کیا جاسکے۔

لبرل فورم پاکستان ایک شہری معاشرے کی پیش قدمی ہے جو مندرجہ ذیل سیاسی اصولوں اور اقدار کی بنیاد پر کام کررہا ہے۔

- انفرادی اصولوں کی برتری۔
- قانون کی حاکمیت۔
- تحمل و بربادی اور اجتماعیت۔
- منڈی کی معیشت اور مقابلہ۔
- مارکیٹ' تعلیم' اطلاعات' محنت' سامان اور سرمائے کی مارکیٹ اور برابر کے مواقع تک آزادانہ رسائی۔
- اختیارات اور فیصلے میں تقسیم اور مرکزیت کا خاتمہ۔
- تمام شہریوں کے لئے برابری و مساوات۔

عقلیت پسندی

شہری معاشرے کے اراکین کو پاکستانی معاشرے کی مندرجہ خصوصیات کی روشنی میں سیاسی' سماجی اور معاشی ترقی' شہری معاشرے' قانون کی حکمرانی' شفاف حاکمیت کے درمیان رشتے کو دوبارہ سمجھنے اور قوت بخشنے کی ضرورت ہے۔

- اظہار' تقریر' تعلق' مذہب وغیرہ کی آزادی کو کم کرنے کے لئے انفرادی یا اجتماعی معاملات میں سرکاری مداخلت۔
- فرد' خاندان اور کمیونٹی کی ذمہ داریوں اور حقوق سے متعلق عوامی ادراک کی کمی۔
- ایک فرد کو انتخاب اور اپنی مرضی کے مطابق عمل کرنے کا حق استعمال کرنے کے مواقعوں کی عدم دستیابی۔
- افراد کی ذاتی زندگیوں خصوصاً" اقلیتوں اور غیر مراعات یافتہ گروہوں کے حقوق میں انتہاپسند قوتوں کی بڑھتی ہوئی مداخلت۔
- انسانی حقوق' قانون کی حکمرانی' سماجی خدمات کی بے عزتی اور شہری اداروں کی پامالی۔
- کاروبار و تجارت کے حددرجہ قوانین و ضوابط کے نتیجے میں گھریلو اور بیرونی تجارت غیر ترقی یافتہ علاقوں کی جانب رخ کرگئی۔
- سماجی' معاشی اور انتظامی اتھارٹی کی بڑھتی ہوئی مرکزیت کے نتیجے میں مقامی آبادی کی عوامی عدم شرکت اور فیصلے کرنے میں تاخیر ہوئی۔
- ایجنڈا۔

سیاسی نظام

پارلیمانی جمہوری نظام کو مضبوط بنانا چاہیے۔ آبادی کے غیر مراعات یافتہ طبقے خصوصاً" خواتین اور اقلیتوں کے لئے مثبت عمل کی ضرورت پر زور دینا چاہیے۔ اس کے علاوہ جمہوری احتساب' پالیسی آؤٹ اور مسلح افواج پر شہری کنٹرول کے لئے مستقل میکنزم کی بھی ضرورت ہے۔

انتخابی اصلاحات

- ووٹ دینے کی عمر ۱۸ برس مقرر کرکے بالغ رائے دہی کو اس کی عالمی روح میں دوبارہ رائج کیا جائے۔
- ایک آزاد الیکشن کمیشن کا قیام ضروری ہے۔
- مشترکہ انتخابی نظام کا خاتمہ

جمہوری احتساب' پالیسی آڈٹ اور مسلح افواج پر شہری کنٹرول کے لئے مستقل میکنزم کی ضرورت ہے

ضروری ہے۔

○ موجودہ انتخابی نظام کی جانچ پڑتال کی جائے۔

عدلیہ

○ ایک آزاد عدلیہ کا قیام جو ہر طرح کی سیاسی مداخلت سے آزاد ہو۔

○ تمام متوازی ڈھانچے مثلاً وفاقی شریعت عدالت، انسداد دہشت گردی اور فوجی عدالتوں کا خاتمہ ضروری ہے۔

○ نسل، مذہب اور جنس کا خیال کئے بغیر تمام شہریوں کے لئے صاف وشفاف اور غیر جانبدار انصاف کی دستیابی۔

انتظامیہ

○ لبرل ایک ایسی غیر جانبدار، موثر، شفاف اور چھوٹی انتظامیہ کا مطالبہ کرتے ہیں جو قانون کی حکمرانی کو یقینی بنا سکے۔

○ لبرل مطالبہ کرتے ہیں کہ عوامی اداروں کے سربراہوں کی تقرری پارلیمانی کمیٹیوں کی جانب سے ہو اور اسی فورم سے ان کی کارکردگی کی جانچ پڑتال ہو۔

حاکمیت

○ اختیارات کی مرکزیت کا خاتمہ و کمی اور حاکمیت کے تیسرے درجے کی حیثیت سے لوکل گورنمنٹ کی آئینی قدر افزائی۔

خارجہ امور

○ عوام کے منتخب کردہ نمائندے خارجہ پالیسی مرتب کریں جس کی بنیاد انسانی وقار، عدم مداخلت، باہمی عزت اور امن کے فروغ کے اصولوں پر قائم ہو۔

معیشت

اجارہ داری کو چیک کرنے اور ہم آہنگی کے حقوق کو یقینی بنانے کے لئے مضبوط میکنزم والی آزاد منڈی کی معیشت۔

○ زرعی زمین کی مدبرانہ اصلاحات اور پھر ایک آزاد منڈی کی معیشت کے اصول پر زرعی شعبے کی تنظیم۔

○ لبرل فورم ایسے زرعی عمل کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جو مستقبل کی نسلوں کے حقوق اور فلاح و بہبود کو یقینی بناتا ہو۔

سماجی شعبہ

○ ایک ایسا معاشرہ جہاں ہر شہری کو یقینی طور پر برابر کے مواقع حاصل ہوں۔

○ ایسے ترقیاتی اخراجات کو قانونی تحفظ حاصل ہو جو زندہ رہنے کے لئے بنیادی ضروریات کی دستیابی، صحت، رہائش، تعلیم اور سماجی خدمات کے حقوق کو یقینی بنائیں۔

○ پبلک سیکٹر کے ترقیاتی پروگرام میں کسی قسم کی کوئی کٹوتی نہیں ہونی چاہئے۔

علم ماحول

○ مقامی سطح پر قدرتی ذرائع کا بہترین طریقے پر انتظام ہوتا ہے اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ قدرتی ذرائع اور دریا ترقی کو ہوشمندی سے استعمال کیا جائے۔

شہری معاشرہ

○ مختلف کمیونٹیوں اور شہری معاشرے کو مقامی پیش قدمیوں کی عزت کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ایک جمہوری عمل اور ریاست و حکومت کے لئے ایک پرائیویٹ چیک اینڈ بیلنس (نگرانی) کے نظام کو یقینی بنایا جا سکے۔

○ فیصلہ سازی اور ان کے نفاذ میں شہریوں کو ایک فعال و سرگرم حصہ لینا چاہئے۔

طریقہ کار

○ شہری معاشرے، سیاستدانوں، ریاست اور حکومت کے ساتھ عوامی مکالمہ۔

ایسے ترقیاتی اخراجات کو قانونی تحفظ حاصل ہو جو انسان کی بنیادی ضروریات اور بنیادی انسانی حقوق کو یقینی بنائیں

○ لبرل فورم کے لئے حالیہ حکمت عملی کی منصوبہ بندی اور نظرثانی و ترمیم۔ تاکہ ایک لائحہ عمل مرتب کیا جا سکے۔

○ پاکستان میں آج کے معاملات سے متعلق ماڈلوں اور خیالی و تصوراتی مقالوں کے ذریعے پالیسی کی تیاری۔

○ ایسے ہم خیال شہری گروہوں کا تعاون کا حصول جو لبرل فورم کے ایجنڈے سے ملتے جلتے ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں۔

○ لبرل فورم۔ اس کے ایجنڈے اور ان مسائل کے بارے میں خصوصی پالیسیوں کے بارے میں معلومات و اطلاعات فراہم کرنا جن کو وہ فروغ دیتا ہے۔

ممبرشپ

کوئی بھی ایسا شخص جو لبرل فورم کے اختیار کردہ لبرل خیالات اور اس کے بنیادی اصولوں سے اتفاق کرتا ہو وہ لبرل فورم کا رکن بننے کے لئے آزاد ہے۔

شہری کے لئے رضاکاروں کی ضرورت ہے

شہری کے مختلف منصوبے ذیل میں درج چھ ذیلی کمیٹیوں کی وساطت سے چلائے جاتے ہیں۔

○ آلودگی کے خلاف۔
○ میڈیا اور [illegible]
○ قانونی (غیر قانونی عمارتیں)
○ تحفظ اور ورثہ (پرانی عمارتیں)
○ پارکس اور تفریح
○ مالی حصول

ہر وہ شخص جو شہری کے جاری اور مستقبل کے منصوبوں کے لئے مدد (رقم فیس) کرنا چاہتا ہے اس سے گزارش ہے کہ وہ شہری کے دفتر تشریف لائیں یا فون، فیکس یا ای میل کے ذریعے شہری کے سیکریٹریٹ سے رابطہ کریں۔

قانون کی پامالی

انٹرنیشنل ٹریڈ سینٹر

غیر قانونی تعمیرات کی ایک اور مثال

سرائے کوائر میں پلاٹ نمبر 10/2/5-2 پر تعمیر ہونے والا انٹرنیشنل ٹریڈ سینٹر ایک غیرقانونی تعمیر ہے کے ایم سی نے اپنے 11-6-34 تاریخ کے اعلان نمبر 327 میں کہا کہ نکل روڈ کو 30فٹ سے 50 فٹ تک چوڑا کیا جائے گا جس کے دونوں اطراف 10 فٹ چوڑی کٹ لائنز ہونگی – کے ایم سی پارٹ پلان نمبر 352 بتاریخ 30-10-35 میں دکھایا گیا ہے کہ برابر کے پلاٹ نمبر 10/1/SR-2 کے سامنے کی 10فٹ کی پٹی کے ایم سی نے حاصل کی ہے – (یہ پلاٹ کراچی ایوان صنعت و تجارت ہے جو پہلے انڈین مرچنٹس ایسوسی ایشن کے نام سے مشہور تھا) پلاٹ نمبر 10/2/SR-2 کے سامنے کی دس فٹ کی پٹی کو دکھایا گیا تھا اس علاقے کو حاصل کیا جائے گا–

پلاٹ نمبر ۲-ایس آر/۲/۱۰ پر دو منزلہ گودام تعمیر کئے گئے ہیں- یہ پلاٹ کئی بار فروخت ہوا اور اب ایس ایم الیاس، [illegible]لا، ایم ایم اقبال اور عزیز احمد ولد محمد انور کی ملکیت میں ہیں- انہیں یہ ملکیت سندھ و بلوچستان کی ہائیکورٹ کے ذریعے بتاریخ ۲۶-۶-۷۰ کو مقدمہ نمبر ۷۰/۳۴۸ میں ملی تھی- ۱۹۹۶ء میں چھوڑ دینے کی دستاویز رجسٹرڈ ہوئی- اسٹامپ ڈیوٹی اور ٹیکسوں سے بچنے کے لئے جائیداد کے حقوق ناقابل تنسیخ پاور آف اٹارنی کی بنیاد پر مزید منتقل کئے گئے-

پاور آف اٹارنی کے مالک تعمیر کنندگان ایم ابراہیم حبیب ولد ایم سلیمان حبیب اور حنیف عزیز ولد عبدالعزیز ہیں جو ایس ایم بلڈرز کے نام کے تحت تعمیرات کے کام میں مصروف ہیں- یہ بہت اثر ورسوخ کے مالک ہیں اور بہت سی غیرقانونی عمارات کی تعمیر کرچکے ہیں یا کرنے میں مصروف ہیں، جن میں پلاٹ نمبر ۳/اے-۱۷ اسرسید روڈ- پی ای سی ایچ ایس- میں "الفیصل شاپنگ مال" طارق روڈ، دہلی مرکنٹائل کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کے پلاٹ نمبر ۴۰/۳ پر "کمرشل کمپلیکس" (جو جھیل پارک کے فلاحی پلاٹ پر ناجائز قبضہ جمانے کی کوشش ہے) اور الحبیب پرائڈ پلاٹ نمبر ۸-سی ایل/۵ عبداللہ ہارون روڈ سول لائنز شامل ہیں- الحبیب بلڈرز آباد کے رکن نمبر ۳۵۳ ہیں- انہوں نے ہاؤسنگ اور ٹاؤن پلاننگ کے وزیر وسیم اختر سے ناجائز طور پر مزید دو منزلیں تعمیر کرنے کی منظوری لی تھی-

قانون شکنی کی ایک مثال

بلڈرز نے انٹرنیشنل ٹریڈ سینٹر کے منظورشدہ پلان کی خلاف ورزی کی ہے اور مقدمہ ۸۱۵/۹۸ اور مقدمہ ۹۸/۱۰۹۴ میں دیئے گئے ہائیکورٹ کے احکامات کا غلط استعمال کیا تاکہ اپنی غیرقانونی و ناجائز حرکت پر پردہ ڈال سکیں- انہوں نے تو عدالت سے عبوری حکم بھی حاصل کرلیا ہے تاکہ